عالمِ برزخ

جلیل حسن

عالمِ برزخ

پیدا ہونے تک کی زندگی کسی کو بھی یاد نہیں۔ (محض روح) پیدا ہونے سے لے کر موت کے وقت تک کی یہ دنیا کی زندگی (مقررہ)
یوم حساب سے لے کر جنت یا دوزخ ۔ آخرت کی زندگی (ابدا) موت سے لے کر یوم حساب تک ۔ برزخ کی زندگی (مقررہ)

* روح ← روح اور جسم ← روح ← روح اور جسم * *

موت کیا ہے؟ قرآنی فلسفہ کی رو سے موت اور نیند ایک ہی قبیل کی چیزیں ہیں۔ " اللہ ہی ہے موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اُس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ پس جس کے لئے موت کا فیصلہ کرتا ہے اُسے روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ وقت تک کے لئے واپس بھیج دیتا ہے ،، (الزمر: ۴۲) محمد ؐ نے فرمایا " لوگ سو رہے ہیں جب آئے گی تو بیدار ہوں گے ،، موت کے وقت جو چیز قبضے میں لی جاتی ہے وہ انسان کی حیوانی زندگی (BIOLOGICAL) نہیں بلکہ اُس کی وہ خودی، اُس کی انا (EGO) ہے جو میں اور تم اور ہم کے الفاظ سے تعبیر کی جاتی ہے۔ یہ انا دنیا میں کام کر کے جیسی کچھ شخصیت میں بنتی ہے وہ پوری کی پوری جوں کی توں (INTACT) نکال لی جاتی ہے۔ بغیر اُس کے اوصاف میں کوئی کمی بیشی کے اور یہی چیز اُس کے موت کے بعد اپنے رب کی طرف پلٹائی جاتی ہے۔ اُسی کو آخرت میں نیا جسم اور نیا جنم دیا جائیگا اُسی پر مقدمہ قائم کیا جائے گا۔ اُسی سے حساب لیا جائے گا اور اُسی کو جزا اور سزا دیکھنی ہو گی۔

موت کے فرشتے: ۔ " اِن سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لیا جاؤ گے (11 ۔ 32) موت کے فرشتے کے تحت فرشتوں کا ایک پورا عملہ ہے جو موت وارد کرنے اور روح کو جسم سے نکلنے اور اُس کو قبضہ میں لینے کی خدمات انجام دیتا ہے۔ اُس عملہ کا برتاؤ مجرم روح کے ساتھ کچھ اور ہوتا ہے اور مومن صالح روح کے ساتھ کچھ اور۔

روح: ۔ موت محض جسم اور روح کی علیحدگی کا نام ہے۔ جسم سے روح الگ ہونے کے بعد ختم نہیں ہوتی بلکہ اس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی اور اخلاقی اکتسابات سے بنتی ہے۔ اس حالت میں روح کا شعور احساس مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ ایک مجرم روح سے فرشتوں کی باز پرس اور پھر اس کا عذاب اور اذیت میں مبتلا ہونا اور دوزخ کے سامنے پیش کیا جانا سب کچھ اس کیفیت سے مشابہ ہوتا ہے جو قتل کے مجرم پر پھانسی کی تاریخ سے ایک دن پہلے ایک ڈراونے خواب کی شکل میں گزرتی ہوگی۔ اُسی طرح ایک پاکیزہ روح کا استقبال اور پھر اس کا جنّت کی بشارت سننا یہ سب بھی اُس ملازم کے خواب سے ملتا جلتا ہے جو حُسن کارکردگی کے بعد سرکاری بلاوے پر ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہوا ہوا اور وعدہ ملاقات کی تاریخ سے ایک دن پہلے آئندہ انعامات کی امیدوں سے لبریز ایک سہانا خواب دیکھ رہا ہو۔

یہ خواب ایک لخت صور دوم سے ٹوٹ جائے گا اور یکایک میدان حشر میں اپنے آپ کو جسم اور روح کے ساتھ زندہ پا کر مجرمین حیرت سے کہیں گے " ارے یہ کون ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا لایا جب کہ اہل ایمان کہیں گے " یہ وہی چیز ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کا بیان سچّا تھا ،، (سورت یٰس / الاحقاف، ۳۵)

* اگر انسان اپنی قبر میں ایک ہزار یا دو ہزار سال تک رہ جائے پھر بھی اس کو احساس ہو گا صرف ایک دن کا (الکھف، ۱۹)

روح کی کیفیت :۔ داخل ہو جا جنت میں اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرما دی اور با عزت لوگوں میں داخل فرمایا (27-26-36) مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ برزخ کے زمانے میں روح جسم کے بغیر زندہ رہتی ہے۔ کلام کرتی ہے اور کلام سنتی ہے۔ جذبات اور احساسات رکھتی ہے۔ خوشی اور غم محسوس کرتی ہے اور اہل دنیا کے ساتھ بھی اُس کی دلچسپیاں باقی رہتی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو مرنے کے بعد اس مرد مومن کو جنت کی بشارت کیسے دی جاتی اور وہ اپنی قوم کے لئے یہ تمنا کیسے کرتا کہ کاش وہ اس کے انجام سے باخبر ہو جائیں۔

زندہ انسان مردہ انسانوں کی باتیں نہیں سن سکتے مگر مردے زندہ انسان کی بات سن سکتے ہیں۔

برزخ :۔ فارسی میں لفظ برزخ کے معنی پردے کے ہیں۔ برزخ سے مراد وہ عالم ہے جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر یوم حساب تک انسانی روحیں رہیں گی۔ "ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی تک۔ (23، 100)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اور دنیا کے درمیان ایک روک ہے جو ان کو واپس جانے نہیں دے گی اور قیامت تک دنیا اور آخرت کے درمیان کی اسی حد فاصل میں ٹھہرے رہیں گے۔

عالم برزخ :۔ انسان اس دنیا سے رخصت نہیں ہوتا کہ اس کا حساب کتاب شروع ہو جاتا ہے۔ انسان کا جب بالکل آخری وقت ہوتا ہے۔ جب اس کا ایک قدم اس دنیا میں اور دوسرا قدم دوسری دنیا اُسی وقت اُس کی کامیابی اور ناکامی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔

"جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اُس پر جمے رہے۔ اُن کے پاس فرشتے آتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور کوئی غم نہ کرو۔ تمہیں بشارت ہو اس جنّت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا" (فصلت، 30)

اس کے برعکس ظالم و فاسق کے بارے میں کہا جاتا ہے :۔

"کہیں تم دیکھ لیتے وہ وقت جب ظالم سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے ہوں گے کہ لاؤ نکالو اپنی جانیں۔ آج تمہیں رسوا کن عذاب سے دوچار ہونا ہے کیونکہ تم اللہ کے سلسلے میں غلط باتیں بکا کرتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلے میں بڑے بنتے تھے" (انعام-93)

"اور کہیں تم دیکھ لیتے وہ وقت، جب فرشتے ان کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے۔ وہ ان کے چہروں اور ان کے کولھوں پر ضربیں لگاتے جاتے اور کہتے آج عذاب نار کا مزہ چکھو۔ یہ سب تمہارے کرتوتوں کا بدلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا" (الانفال-50-51)

گنہگار اہل ایمان نے فرائض میں جتنی کوتاہیاں کی ہوں گی اور خدائی حرمتوں کو جس قدر پامال کیا ہوگا، اسی لحاظ سے انہیں بھی سزائیں بھگتنی ہوں گی اور مصیبتوں سے دوچار ہونا ہوگا۔ روایات میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قبرستان سے گزر ہوا، جہاں دو اشخاص دفن تھے، آپؐ نے فرمایا :۔

"ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک شخص تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا لوگوں کی چغلیاں کھاتا پھرتا تھا"

قبر کے عذاب و ثواب کے بہت سے دلائل ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے، کہ جنّت اور دوزخ سے پہلے بھی کچھ چیزیں ہوتی ہیں جو آدمی کو مسرت و کامرانی کا مژدہ سُناتی ہیں یا مصیبتوں اور پریشانیوں کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ "تم میں سے جب کسی کو موت آتی ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانا اُسے دکھایا جاتا ہے۔ اگر جنتی ہوا تو جنت

کا ٹھکانا اور دوزخی ہوا تو دوزخ کا ٹھکانا۔ اس سے کہا جاتا ہے: قیامت کے روز اللہ تجھے اٹھائے گا، تو یہی تیرا ٹھکانا ہوگا۔"

اس عالم برزخ کی کچھ تفصیلات بھی ہم یہاں پیش کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔

ایک بندۂ مومن جب اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوتا ہے اور عالم آخرت میں قدم رکھ رہا ہوتا ہے، تو آسمان سے کچھ فرشتے اترتے ہیں، جن کے چہرے اس طرح روشن ہوتے ہیں، جیسے آفتاب۔ ان کے ساتھ جنّت کا ایک کفن ہوتا ہے اور جنت کا حنوط ہوتا ہے۔ وہ اتنے فاصلے پر آکر بیٹھ جاتے ہیں کہ وہ انہیں دیکھ سکے۔ پھر فرشتۂ موت آتا ہے۔ وہ اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے:

اے پاک روح! چل اللہ کی مغفرت اور اس کے رضوان کی طرف۔ آپؐ نے فرمایا، پس وہ باہر آجاتی ہے۔ وہ اس طرح بہہ پڑتی ہے جیسے کسی مشکیزے سے پانی بہہ پڑے۔ فرشتۂ موت فوراً اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

اس وقت دوسرے فرشتے آگے بڑھتے ہیں۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس روح کو اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے وہ فوراً اسے اس کفن میں رکھ لیتے ہیں اور وہ حنوط اس پر لگا دیتے ہیں۔ اس زمین پر عمدہ سے عمدہ مشک کی جو اچھی سے اچھی خوشبو ہو سکتی ہے، وہ اس سے پھوٹ رہی ہوتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا، پھر وہ فرشتے اس روح کو لیے ہوئے اوپر جاتے ہیں۔ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس بھی گزرتے ہیں وہ فرشتے پوچھتے ہیں، یہ کون سی پاک روح ہے؟

وہ کہتے ہیں یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے، اس اچھے سے اچھے نام سے اس کا ذکر کرتے ہیں جس سے وہ دنیا میں یاد کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اسے لیے ہوئے پہلے آسمان کے پاس پہنچتے ہیں۔ وہ اس کے لئے دروازہ کھلواتے ہیں پس دروازہ کھل جاتے ہیں۔

ہر آسمان کے جو نامی گرامی اور خاص الخاص فرشتے ہوتے ہیں، وہ اگلے آسمان تک اس کی مشایعت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ فرشتے اس روح کو لیے ہوئے ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے اس بندے کا ٹھکانا علیین میں لکھ لو۔ اور اُسے زمین پر اس کے جسم میں پہنچا دو۔ پھر فرشتے آتے ہیں۔ اُسے بٹھاتے ہیں۔ پوچھتے ہیں تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے وہ دونوں کہتے ہیں۔ تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا میرا دین اسلام ہے۔

وہ پوچھتے ہیں، یہ کون آدمی ہے جو تمہارے یہاں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے۔ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں یہ تم کو کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے، میں نے اللہ کی کتاب پڑھی۔ اس پر ایمان لایا، اس میں جو کچھ تھا اُسے سچے دل سے تسلیم کیا۔

اس وقت آسمان سے آواز آتی ہے، میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے لیے جنت کا بستر لگا دو اور جنت کی ایک کھڑکی کھول دو۔

آپؐ نے فرمایا، پس اس کے پاس اس کی ہوائیں اور خوشبوئیں پہنچتی ہیں اور اس کی قبر حدِ نگاہ اس کے لیے کشادہ کر دی جاتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے نہایت خوبصورت، عمدہ جوڑے پہنے ہوئے اور خوشبوئیں بسا ہوا۔ وہ کہتا ہے:

تمہیں بشارت ہو کامیابی کی۔ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ پوچھتا ہے تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ تو سراپا نور ہے۔ ایسے چہرے سے خیر کی ہی توقع کی جاسکتی ہے کہتا ہے میں تمہارا نیکیاں ہوں۔

وہ کہتا ہے: میرے رب! ابھی قیامت لا دے میرے رب ابھی قیامت لا دے تاکہ میں اپنے ساتھیوں اور اپنی نعمتوں کے درمیان پہنچ جاؤں۔

اور بندۂ کافر کا جب چل چلاؤ ہوتا ہے، تو اس کے پاس بھی فرشتے آتے ہیں۔ نہایت کالے ڈراؤنے، ہاتھوں میں ٹاٹ لیے ہوئے۔ وہ آکر اتنے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں کہ وہ انہیں دیکھ سکے پھر فرشتۂ موت آتا ہے۔ وہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے:

اے خبیث روح! چل اللہ کے غضب اور اس کے قہر کی طرف۔ پس وہ اس کے جسم اِدھر اُدھر دبک جاتی ہے بالآخر اسے وہ زبردستی نکالتا ہے جیسے بھیگے ہوئے اون سے گرم سلاخ نکالی جائے اور اسے وہ اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

جب اُسے وہ اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو دوسرے فرشتے فوراً لپکتے ہیں۔ وہ اسے اپنے قبضے میں کرتے اور اسی ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اس زمین

پر جو سڑی سے سڑی بدبو ہو سکتی ہے وہ اس سے نکل رہی ہوتی ہے۔ وہ اُسے لیے ہوئے اوپر جاتے ہیں۔

وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں، فرشتے پوچھتے ہیں۔ یہ کون بدروح ہے ؟ وہ کہتے ہیں۔ فلانے کا بیٹا فلانہ ہے۔ اس بُرے سے بُرے نام سے اُس کا ذکر کرتے ہیں جس سے وہ دنیا میں پکارا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اُسے لیے ہوئے وہ پہلے آسمان کے پاس پہنچتے ہیں۔ اس کے لئے وہ دروازہ کھلواتے ہیں مگر دروازہ نہیں کھلتا۔

پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی : "لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ (الاعراف ۴۰) (ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ ذرا نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنّت میں نہیں داخل ہو سکتے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کا ٹھکانا سجّین میں لکھ لو۔ زمین کے سب سے نچلے طبقے میں۔ پھر اس کی روح بری طرح پٹک دی جاتی ہے۔ اس موقع پر آپؐ نے یہ آیت پڑھی : وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (الحج : ۳۱) (اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے وہ آسمان سے گر گیا۔ اب یا تو اسے پرندے اُچک لے جائیں یا ہوا اسے کسی دور دراز علاقے میں لے جا کر پھینک آئے۔)

پھر روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور دو فرشتے آتے ہیں وہ اُسے اٹھا کر لاتے ہیں اور پوچھتے ہیں، تمہارا رب کون ہے ؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں ! پوچھتے ہیں : تمہارا دین کیا ہے ؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں ! وہ پوچھتے ہیں یہ کون آدمی ہے جو تمہارے پاس بھیجا گیا تھا ؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے تو نہیں معلوم ! اس وقت آسمان سے آواز آتی ہے : یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بستر لگا دو اور جہنّم کی ایک کھڑکی کھول دو۔

چنانچہ اس کے پاس گرم گرم لو اور جہنم کی لپٹ آتی ہے اور اس کی قبر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہیں۔

اس کے پاس ایک بدشکل آدمی آتا ہے انتہائی بدبو دار نہایت بھیانک کپڑے پہنے ہوئے کہتا ہے کیا کہنے تمہاری قسمت کے ! ! یہ لو، آگے مصیبتوں کے بادل ! ! یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

وہ کہتا ہے تم کون ہو ؟ تمہارا چہرہ کس قدر بھیانک ہے۔ بُرائی ہی اس سے توقع کی جا سکتی ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرے کرتوت ہوں۔ وہ کہتا ہے ہائے میرے رب ! قیامت مجھ سے ٹال دے۔ اسی مفہوم کی ایک اور روایت آتی ہے، اس میں یہ اضافہ ہے آتا ہے اس کے پاس ایک آنے والا، بے حد بدصورت، نہایت بدبودار انتہائی بھیانک کپڑے پہنے ہوئے وہ کہتا ہے زہے نصیب ! ! ہمیشہ کا عذاب، ہمیشہ کی رسوائی، لے اپنی آنکھیں ٹھنڈا کر ! !

وہ کہتا ہے اللہ تیرا بُرا کرے تو ہے تو ہے کون ؟

وہ کہتا ہے او بدنصیب ! میں تیرے کرتوت ہوں۔ معصیت میں سرگرمی، طاعت میں سرد مہری ! خدا تیرا برا کرے یہ تو تھی تیری خصلت ! !

پھر اس پر ایک اندھا، بہرہ اور گونگا مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے۔ جسے اگر کسی پہاڑ پر مار دیا جائے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ اس کی وہ ایک ضرب لگاتا ہے تو وہ پاش پاش ہو جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اسے پہلے ہی جیسا بنا دیتا ہے۔ پس وہ اسے دوبارہ مارتا ہے تو وہ اس طرح چیختا ہے کہ جن و انس کے علاوہ ساری چیزیں اس کی چیخیں سنتی ہیں۔

پھر اس کے لئے جہنّم کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور آگ کا بستر لگا دیا جاتا ہے"

آخرت کی پہلی منزل قبر۔

(۲۷) عَنْ هَانِئٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ : (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی) حضرت عثمان ابن عفان رضؓ کے آزاد کردہ غلام ہانئ کا بیان ہے کہ عثمانؓ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو روتے یہاں تک کہ اپنی داڑھی تر کر لیتے ان سے پوچھا گیا کہ

" جنّت اور جہنم کے ذکر پر آپ نہیں روتے یہ قبر کو یاد کر کے کیوں روتے ہیں" ؟
انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے ،
کہ " قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں آدمی نجات پا گیا تو بعد کا مسئلہ آسان ہے اور اگر یہاں چھٹکارا نہیں ملا تو بعد کے مراحل سخت تر آئیں گے ۔
نیز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ،
کہ " قبر سے زیادہ ہولناک منظر کوئی اور نہ ہوگا "
ہانیؒ کہتے ہیں کہ ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر حضرت عثمانؓ یہ شعر پڑھ رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے ،
" اگر تو قبر کی مصیبت سے نجات پا جائے تو پھر بہت بڑی مصیبت سے نجات پا جائے گا ورنہ میرا خیال یہ ہے کہ پھر تجھے نجات نہیں ملے گی "

نیک اعمال اور قبر

(۲۷۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ علیه وَسَلَّمَ قَالَ (ترغیب وترہیب، ترمذی)
" حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ،
کہ جب آدمی مر کر قبر میں پہنچتا ہے تو (جسم میں روح کے آجانے کی وجہ سے) دفن کر کے واپس ہونے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے
اگر وہ مومن ہے تو اس کی ادا کی ہوئی فرض نمازیں اس کے سرہانے اور فرض روزے اس کے داہنے ، زکوٰۃ اس کے بائیں اور نفلی نمازیں ، نفلی صدقے اور دوسرے نیک کام اس کی پائنتی کھڑے ہو جاتے ہیں ، یہ سب نیک کام اس کے محافظ بن جاتے ہیں ، چاروں طرف سے اسے اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں ،
مردہ کو اٹھ کر بیٹھنے کا حکم ہوتا ہے ، وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور ایسا محسوس کرتا ہے گویا عصر کے بعد کا وقت ہے ۔ سورج ڈوبنے کے قریب ہے ۔
اس کے بعد فرشتے اس سے پوچھتے ہیں " تم بتاؤ یہ پیغمبر جو خدا کی طرف سے تمہارے پاس بھیجے گئے تھے اُن کے بارے میں تم کیا کہتے ہو ، ان کے متعلق کیا گواہی دیتے ہو" ؟
وہ صاحب قبر مومن کہے گا " مجھے عصر کی نماز پڑھ لینے دو ، دیکھو سورج ڈوبنے کے قریب ہے ، ایسا نہ ہو میری نماز قضا ہو جائے "
فرشتے کہیں گے " پہلے ہمارے سوال کا جواب دو ، بعد میں نماز پڑھ لینا "
وہ کہے گا ، " یہ ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ، میں ان کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں ، وہ خدا کے پاس سے سچّی کتاب لے کر آئے تھے "
فرشتے (خوش ہو کر) اس سے کہیں گے ، " تم اُسی نبی برحق کے دین پر زندگی بھر رہے ، اسی حالت میں تم کو موت آئی اور انشاء اللہ اسی حالت پر قیامت کے دن زندہ ہو کر محشر میں پہنچو گے "
پھر جنت کا ایک دروازہ اس کے سامنے کھولیں گے اور اس سے کہیں گے " دیکھو یہ ہے تمہاری مستقل قیام گاہ اور ایسی ہیں اس کی نعمتیں ۔
صاحب قبر بہت زیادہ خوش ہوگا ، پھر اس کے سامنے جہنّم کا ایک دروازہ کھلے گا ۔
فرشتے اس سے کہیں گے " دیکھو اگر تم نے دنیا میں خدا کی نافرمانی کی ہوتی تو یہ آگ کا گھر تمہاری قیام گاہ بنتا "
یہ سن کر اور دیکھ اس کی مسرّتوں میں مزید اضافہ ہوگا ۔ اس کے بعد قبر کا پھیلاؤ ستر ہاتھ کے بقدر ہو جائے گا اور روشن کر دی جائے گی اور جسم سے دوبارہ روح نکل جائے گی ۔ روح جنت کے درختوں پر آزادانہ ، پرندوں کے مانند اڑتی پھرے گی (حساب کے دن تک) چنانچہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے ۔
" وہ مومنین کو دنیا کی زندگی میں بھی جمائے گا اور آخرت میں بھی جمائے گا کلمۂ توحید کی بدولت " (یہ تو مومن کا حال ہوگا جو اوپر بیان ہوا :
اور اگر مردہ کافر ہے تو اس کی حفاظت کرنے والی کوئی چیز نہیں ، نہ سرہانے ، نہ دائیں نہ بائیں اور نہ ہی پیروں کی طرف ۔

اسے اٹھ کر بیٹھنے کا حکم دیا جائے گا، وہ اٹھ کر بیٹھے گا، دہشت کا مارا ہوا خوف زدہ !

فرشتے اس سے پوچھیں گے "اس آدمی کے بارے میں جو تمہارے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا تم کیا کہتے ہو، کیا گواہی دیتے ہو"؟

وہ حیران ہو کر کہے گا، "کون آدمی؟ کون بھیجا گیا تھا پیغمبر بنا کر؟ میں تو نہیں جانتا"

پھر اس سے صاف صاف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پوچھا جائے گا،

وہ جواب میں کہے گا "میں ان کو نہیں جانتا۔ لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سنا وہی میں نے بے سوچے سمجھے دہرا دیا"،

فرشتے اس سے کہیں گے "تم اسی غفلت کی حالت میں زندگی بھر رہے، اسی حالت پر مرے اور انشاء اللہ اسی حالت میں تم قبر سے زندہ اٹھائے جاؤ گے"،

پھر فرشتے اس کے سامنے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیں گے "یہ ہے تمہاری قیام گاہ۔ اور یہ ہے وہ عذاب جو تمہیں دیا جائے گا"

تو اس کا رنج و غم بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔ پھر اس کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولیں گے اور کہیں گے "اگر تم نے دنیا میں خدا کی اطاعت کی ہوتی تو یہ جنت تمھاری قیام گاہ بنتی اور اس کی نعمتوں سے تم فائدہ اٹھاتے"

یہ سن کر اس کے رنج و غم میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ پھر اس کی قبر اس کے لئے اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں سے مل جائیں گی"

تشریح :۔ اس حدیث میں کافر کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ صرف کافر کا انجام ہوگا، حالانکہ اس حدیث کے آخری حصّہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انجام ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو مسلمان معاشرے میں پیدا ہوئے اور اللہ اور رسول ؐ اور اس کے احکام و تعلیمات کو کبھی جاننے کی فکر نہیں کی۔ لوگ کلمہ پڑھتے تھے یہ بھی بے سوچے سمجھے زبان سے پڑھ لیتا تھا۔ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تھے یہ بھی سنا کرتے تھے اور ہر نکتہ زندگی میں اللہ کو اپنا رب بنا کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر جان کر زندگی نہیں گزاری ہے اس لئے مرنے کے بعد نہیں جان سکے گا کہ اللہ کیا ہے؟ رسول کیا ہے؟ اور رسول ؐ کی لائی ہوئی تعلیمات کیا ہیں؟

بعض دوسری روایتوں منافقوں کا لفظ آیا ہے۔ محدّثین کہتے ہیں کہ ایسے ہی انجام سے کافر اور منافق دوچار ہوں گے۔ اور یہی انجام دین سے بے پروا زندگی گزارنے والوں کا بھی ہوگا البتہ سزا کی نوعیت میں فرق ہوگا۔

ایصالِ ثواب

رہی یہ بات کہ ایصالِ ثواب میت کے لیے نافع ہونا یا نہ ہونا اللہ کی مرضی پر موقوف ہے، تو اس کا سبب دراصل یہ ہے کہ ایصالِ ثواب کی نوعیت محض ایک دعا کی ہے۔ یعنی ہم اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ یہ نیک عمل جو ہم نے تیری رضا کے لئے کیا ہے اس کا ثواب فلاں مرحوم کو دیا جائے۔ اس دعا کی حیثیت ہماری دوسری دعاؤں سے مختلف نہیں ہے اور ہماری سب دعائیں اللہ کی مرضی پر موقوف ہیں۔ وہ مختار ہے کہ جس دعا کو چاہے قبول فرمائے اور جسے چاہے قبول نہ فرمائے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم کسی ایسے شخص کے ایصالِ ثواب کریں جو اللہ کی نگاہ مومن ہی نہ ہو، یا سخت مجرم ہو اللہ اسے کسی ثواب کا مستحق نہ سمجھے۔

ایصال ثواب کرنے والے نے اگر واقعی کوئی نیک عمل کیا ہو تو اس کا اجر بہر حال ضائع نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اگر متوفی کو ثواب نہ پہنچائے گا تو نیکی کرنے والے کے حساب میں اس کا اجر ضرور شامل کرے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے آپ کسی شخص کے نام منی آرڈر بھیجیں۔ اگر وہ منی آرڈر اس کو نہ دیا گیا ہو تو لازماً آپ کی رقم آپ کو واپس ملے گی یا مثلاً آپ جیل میں کسی قیدی کو کھانا بھیجیں اگر حکومت یہ مناسب نہیں سمجھتی کہ ایک ظالم مجرم کو نفیس کھانے کھلائے جائیں تو وہ آپ کا بھیجا ہوا کھانا پھینک نہیں دے گا بلکہ آپ کو واپس کر دے گا۔ (۲) ایصال ثواب ہر ایک کے لیے کیا جاتا ہے خواہ متوفی ہے کوئی قرابت ہو یا نہ ہو اور خواہ متوفی کا کوئی حصّہ آدمی کی تربیت میں ہو یا نہ ہو۔ جس طرح دعا ہر ایک شخص کے لیے کی جا سکتی ہے اسی طرح ایصال ثواب بھی ہر ایک کے لیے کیا جا سکتا ہے

(ترجمان القرآن فروری ۱۹۶۱ء)

REFERENCES ۔ (۱) تفہیم القرآن (۶ جلدیں) مودودی (۲) عقیدہ اسلامی ۔ شیخ محمد غزالی (۳) مجموعہ رسائل ۔ عبد اللہ بن زید المحمود (۴) تصریحات ۔ مودودی (۶) اسلام کا عام فہم تعارف ۔ شیخ علی طنطاوی

JALEEL HASAN